مولانا حالی کے دو غیر مدون خط

محمد مالک

Altaf Hussain Hali (1837-1914) is widely acknowledged as an urdu Poet, Prose writer and critic. He is also known as the first biographer in Urdu literature. His three anthology of letters have been published, the two are under considerstion. This artical reflects introduction of these two unedited letters. Which researcher has collected with much endeavour. Following leeters of Hali have been taken for research.

مولانا الطاف حسین حالی ۱۸۳۷ء کو پانی پت میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۴ء کو پانی پت ہی میں وفات پائی۔ احاطہ بو علی شاہ قلندر میں دفن ہوئے۔ حالی نے بھرپور علمی و ادبی زندگی گذاری۔ شاعری میں وہ غالب اور شیفتہ کے شاگرد تھے۔ سرسید کی تحریک علی گڑھ کے اہم رکن کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں۔ اردو کے پہلے سوانح نگار ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور شاعر، ادبی نثر نگار اور مکتوب نگار تھے۔ ان کی بہترین تخلیقات میں حیات سعدی، یادگار غالب، حیات جاوید، مقدمہ شعر و شاعری، مسدس حالی اور دیوان حالی شامل ہیں۔ ان کی سوانحی کتب اردو کے سوانحی ادب کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ وہ اردو تنقید کے اولین معماروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کا لکھا ہوا مقدمہ شعر و شاعری اردو تنقید میں حوالے کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔

مولانا حالی اپنی شخصیت کے اعتبار سے بڑے باکمال آدمی تھے۔ بقول مولوی عبدالحق:

> ''مولانا کی سیرت میں دو ممتاز خصوصیتیں تھیں ایک سادگی اور دوسری درد دل اور یہی ان کے کلام میں ہے۔ ان کی سیرت اور ان کا کلام ایک ہے یا یوں سمجھیے کہ ایک دوسرے کا عکس ہیں۔''(۱)

ان کے احباب کا حلقہ بڑا وسیع تھا جس میں اس زمانے کے مشہور شاعر، ادیب، سیاسی علمی و ادبی شخصیات اور مختلف رسائل و جرائد کے مدیر شامل تھے۔ ان کی دیانتداری، علم و فضل اور بزرگی کا تمام دوست احترام کرتے تھے۔ سرسید کو ان سے خاص عقیدت تھی جس کا اظہار ان کے اس خط سے ہوتا ہے جو انھوں نے ۱۰ جون ۱۸۷۹ء کو حالی کو لکھا۔ یہ ''مکتوبات سرسید'' جلد اول کے صفحہ نمبر ۴۸ میں درج ہے لکھتے ہیں:

”جناب مخدوم و مکرم من!

عنایت نامجات بمع پانچ جلدیں مسدس پہنچے۔ جس وقت کتاب ہاتھ میں آئی جب تک ختم نہ ہوئی ہاتھ سے نہ چھوٹی اور جب ختم ہوئی تو افسوس ہوا کہ کیوں ختم ہو گئی......

آگے لکھتے ہیں:

بے شک میں (نظم) کا محرک ہوا اور اس کو اپنے ان اعمال حسنہ میں سے سمجھتا ہوں کہ جب (قیامت میں) خدا (مجھ سے) پوچھے گا کہ تو (اعمال میں سے) کیا لایا؟ میں کہوں گا کہ حالی سے مسدس لکھوا لایا ہوں۔ اور کچھ نہیں......“(۲)

مولانا حالی نے اپنی زندگی میں اپنے عزیز و اقارب، دوستوں، ہم عصر شاعروں، ادیبوں اور مختلف رسائل کے مدیروں کو جو خطوط لکھے ان کے تین مجموعے چھپ چکے ہیں۔

پہلا مجموعہ ”مکتوبات حالی“ حصہ اول کے نام سے جس کو مولانا حالی کے فرزند خواجہ سجاد حسین نے جمع اور تالیف کر کے حالی پریس پانی پت سے ۱۹۲۵ء میں شائع کیا۔ اس میں ۲۲۰ خطوط ہیں جو مولانا حالی کے ہم عصر شخصیات کے نام ہیں۔ ان میں کچھ خطوط ایسے بھی ہیں جو مولانا کے عزیزوں، رشتہ داروں کے نام ہیں۔ مثلاً اہلیہ خواجہ سجاد حسین، خواجہ غلام الحسنین، خواجہ عبدالعلی، خواجہ غلام الثقلین، خواجہ اخلاق حسین، خواجہ غلام عباس، خواجہ احتاق حسین اور مولانا کی پوتی کے نام ہیں۔ جبکہ بقیہ خطوط جن کے نام ہیں ان میں وقار الملک مولوی مشتاق حسین، شمس العلماء مولوی ذکا اللہ، مولوی عبدالحق، حبیب الرحمان خاں شیروانی، راجہ جہاندادخان، چیف آف گکھڑ، مولوی احسن اللہ خان ثاقب، پروفیسر عربی و فارسی وکٹوریہ کالج گوالیار، مدیر قند پارسی، منشی محمود احمد عباسی سپرنٹنڈنٹ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشن کانفرنس علی گڑھ، حافظ محمد یعقوب مجددی، مولوی حبیب الرحمٰن مجددی، مولوی محمد یحییٰ تنہا بی اے وکیل، حافظ سعد اللہ عثمانی، شیخ صدیق اکبر عثمانی، مولوی محمد عبداللہ صاحب، نواب مولوی ضامن علی صاحب زیلدار سونی پت، خواجہ محب علی، نیاز محمد خاں وکیل جالندھر، لالہ چندو لال صاحب شاگرد (مولانا)، خواجہ فرزند علی، منشی کرم اللہ خاں صاحب عرف ننھے خاں عنایت اللہ صاحب، مولوی احمد یار صاحب مخدوی، نواب محسن الملک اور خواجہ عبداللطیف شامل ہیں۔

دوسرا مجموعہ خطوط ”مکتوبات حالی“ حصہ دوم کے نام سے ہے اس کو بھی ان کے فرزند خواجہ سجاد حسین نے جمع و تالیف کیا اور ۱۹۲۵ء کو حالی پریس پانی پت سے شائع کیا۔ اس میں ۵۲۲ خطوط ہیں۔ یہ دو اصحاب کے نام میں اور دونوں مولانا کے صاحب زادے ہیں۔ ان میں ۸۱ خطوط خواجہ تصدیق حسین کے نام ہیں جبکہ بقیہ ۴۴۱ خطوط خواجہ سجاد حسین کے نام ہیں۔ ان میں زیادہ تر نجی اور خاندانی خطوط ہیں۔ ان میں مولانا حالی کے قیام لاہور کے وقت کے خطوط بھی ہیں جب وہ گورنمنٹ پریس اور اینگلو عربک کالج میں ملازمت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ علی گڑھ اور دہلی کے قیام کے وقت کے خطوط اور پانی پت سے لکھے گئے خطوط بھی اس میں ملتے ہیں۔ ان خطوط میں مولانا حالی کے احوال، ملازمت، صحت، معمولات زندگی، آمد و رفت وغیرہ کا ذکر بھی ہے۔

سماعیل پانی پتی ہیں اور یہ اگست ۱۹۵۰ء میں اردو مرکز گنپت روڈ لاہور اور اردو اکیڈمی سندھ مشن روڈ کراچی سے چھپا۔ اس کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں اردو خطوط ہیں جن کی تعداد ۱۰۴ ہے دوسرے حصے میں فارسی خطوط ہیں جن کی تعداد ۸ ہے اور آخری اور تیسرا حصہ عربی خطوط پر

مشتمل ہے جن کی تعداد ۷ ہے آخر میں عربی خطوط کے تراجم بھی دیے گئے ہیں۔ یہ تمام خطوط اہم شخصیات کے نام ہیں اور ان کی علمی و ادبی حیثیت مسلمہ ہے ایک خط چیف جسٹس گوالیار اسٹیٹ کو لکھا گیا ہے جبکہ ایک فارسی خط مرزا غالب کے نام ہے اس ضمن میں شیخ اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں:

> ''ان میں اکثر خطوط سے دورِ موجودہ کے اس بے نظیر انسان کی لائف پر نہایت عمدہ روشنی پڑتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ جہاں حالی ایک اعلیٰ پائے کے ادیب اور اردو شاعری کے مجددِ اعظم تھے وہاں کیرکٹر کے لحاظ سے بھی وہ اپنے معاصرین میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔''(۳)

جن احباب کو یہ خطوط لکھے گئے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

مولانا محمد حسین آزاد، سید اکبر علی اکبر آبادی، مولوی عبدالحق، شبلی نعمانی، سید محمد حسن رضا زبیری، مولوی محبوب عالم ریڈیٹر 'پیسہ اخبار' منشی دیا نرائن نگم ایڈیٹر ''زمانہ'' کانپور، مولوی عبدالحلیم شرر، مولوی محمد حمید الدین، مولانا ظفر علی خان، مولوی سید ممتاز علی، سید محمد حسن رضوی، مولوی عبداللہ خاں مہتمم کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن، مولوی سید امام علی، مولوی نظام الدین حسین ایڈیٹر ''ذوالقرنین'' بدایوں، پنڈت پدم سنگھ شرما، حاجی شمس الرحمٰن جنرل سیکرٹری انجمن حمایت اسلام، مولوی حامد نعمانی (خلف شبلی نعمانی)، قادری عبدالولی، آغا شاعر دہلوی، مولوی سید احمد دہلوی مؤلف فرہنگ آصفیہ لالہ رگھوناتھ سہائے، مولوی عبدالرحمٰن شاطر، نواب مرزا اسعد الدین احمد، طالب بریلوی، مولوی سید علی اصغر بلگرامی، سید سلمان ندوی، قاری محمد خلیل الرحمان حیراں بریلوی، نواب وقار الملک مولوی مشتاق علی، مولوی عبدالرزاق کانپوری، مولف البرامکہ، مولوی محمد علی جوہر ایڈیٹر ہمدرد و کامریڈ، پیارے لال شاکر میرٹھی ایڈیٹر ''العصر'' لکھنؤ اور مولوی وجاہت حسین جھنجھانوی شامل ہیں۔

مولانا حالی کے مکتوبات کا اسلوب سادہ، سلیس عام فہم اور عوامی ہے اور یہ ان کی شخصیت کا آئینہ دار بھی ہے کیونکہ مولانا راست بازی اور سادگی کو بہت پسند کرتے تھے۔ اور وہ جذبات کا شکار نہیں ہوتے۔ وہ لکھتے ہوئے بااعتماد نظر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے اسلوب میں ادبی نثر کی تمام خوبیاں نظر آتی ہیں۔ مولانا کی تحریروں کا ایک اور نمایاں وصف ان کا غیر شخصی رنگ ہے۔ وہ اپنی ذات کو نمایاں نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں نیچرل انداز میں لکھتے ہیں۔

زیرِ نظر خط مولانا حالی کے تینوں مجموعہ ہائے مکتوبات میں شامل نہیں ہے۔ یہ غیر مدون ہے اور حالی کا نہایت اہم خط ہے جو انھوں نے سید افتخار عالم مارہروی کے نام ۷ استمبر ۱۹۱۲ء کو پانی پت سے لکھا۔ یہ مکتوب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کی لائبریری کے گوشۂ مکتوبات میں محفوظ ہے اور بندہ کو چیف لائبریرین جناب عبدالوحید کی وساطت سے اس کی کاپی میسر آئی۔

سید افتخار عالم مارہروی کے شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی کی سوانح عمری ''حیات النذیر'' کے نام سے لکھی۔ انھوں نے یہ کتاب مولوی نذیر احمد دہلوی کی زندگی میں ہی لکھنی شروع کر دی تھی لیکن ان کی وفات کے بعد مطبوعہ بھوپال سے ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی۔ جبکہ ایک اور روایت کے مطابق شمسی پریس دہلی سے ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مولوی نذیر احمد دہلوی کی زندگی کے حالات و واقعات اور کارناموں کی تفصیل دی گئی ہے آج کل نایاب ہے لیکن ایک نسخہ ڈاکٹر گوہر نوشاہی کے کتب خانے میں موجود ہے اور بندہ نے خود دیکھا ہے یہ

دوتین رنگ کے کاغذوں میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے پوچھنے پر معلوم ہوا اس زمانے یعنی جنگ عظیم کے قریب زمانے میں کاغذ نا پید ہو چکا تھا لہٰذا جس رنگ اور قسم کا کاغذ ملا چھاپ دیا گیا۔

سید افتخار عالم مارہروی نے ایک کتاب مولانا حالی کو بھیجی اس کے جواب میں مولانا حالی نے شکریہ کا یہ خط لکھا اور اظہار کیا کہ اگر چہ میں ان دنوں مطالعہ کتب اور اخبارات سے قاصر ہوں، دوسروں سے پڑھوا کر سنتا ہوں اور جب کوئی پڑھنے والا نہ ہو تو خود پڑھتا ہوں اگر چہ ریویو لکھنے کے قابل نہیں رہا لیکن مولانا کی عظمت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس پر کچھ لکھ کر بھیجوں علاوہ ازیں مولوی نذیر احمد دہلوی نے جو قرآن پاک کے ترجمے کیے ان کا ذکر بھی اس خط میں ملتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ وہ ترجمہ میرے پاس بھیجیں اس سلسلہ میں ایک اقتباس ملاحظہ ہو جو ''کلیاتِ نثر حالی'' جلد دوم کے صفحہ ۲۳۰ پر درج ہے:

''قرآن مجید کا جو ترجمہ انھوں نے کیا ہے اس کی عام مقبولیت کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس کی اشاعت کو سولہ برس سے زیادہ کا عرصہ نہیں گزرا۔ اس قلیل عرصے میں اس کے گیارہ ایڈیشن مختلف صورتوں میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں اور کل ایڈیشنوں کی کچھ اوپر اڑتالیس ہزار جلدیں فروخت ہو چکی ہیں۔'' (۴)

''حیات النذیر'' میں مولوی نذیر احمد دہلوی کی زندگی کے معمولات ان کے اخلاق و عادات، ان کے عقائد اور مشاغل کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا حالی لکھتے ہیں:

''اس کتاب کا سب سے زیادہ دلچسپ حصہ وہ اقتباسات ہیں جو مولانا کی کتابوں یا ان کے خطوں سے مصنف نے جا بجا انتخاب کیے ہیں۔ مولانا مرحوم کی عام تحریروں میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ ان کا کوئی بیان شروع ہونے کے بعد جب تک کہ ختم نہ ہو جائے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔'' (۵)

مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ مکتوب نذر قارئین ہے:

پانی پت

۷ ستمبر ۱۹۱۳ء

مخدومی! حیات النذیر اور آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ اس کتاب کے بھیجنے کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ باوجودیکہ میں مطالعۂ کتب و اخبارات سے قاصر ہوں۔ مگر حیات 'النذیر' کو بڑے شوق سے سن رہا ہوں۔ اور جب کوئی پڑھنے والا نہیں ہوتا تو خود جہاں تک ہو سکتا ہے پڑھتا ہوں۔ میں ریویو لکھنے کے قابل تو اب نہیں رہا مگر مولانا نذیر احمد مرحوم و مغفور کی عظمت جو میرے دل میں ہے وہ مجبور کرتی ہے کہ اس مہتم بالشان لائف کی ترتیب میں جو سعی بلیغ آپ نے کی ہے۔ اس کا مسلمان پبلک کی

طرف سے شکریہ ادا کروں مگر کچھ لکھنے سے پہلے آپ کو یہ تکلیف دیتا ہوں کہ قرآن مجید کے چاروں ترجمے جو مولانا کے ترجمے کے بعد ہوئے۔ انھیں سے ان والقلم کی آیت ذیل کا ترجمہ جو چہار مترجموں نے کیا ہے اس کو الگ الگ لکھ کر میرے پاس بھیج دیجیے۔ ترجمہ کے ساتھ آیت کی عبارت عربی لکھنی ضروری نہیں حرف ترجمہ اور ہر ایک مترجم کا نام لکھ دینا کافی ہے اگر ترجمہ مذکورہ میں سے کوئی ترجمہ آپ کے پاس موجود نہیں تو جہاں تک ممکن ہو اس کو بہم پہنچانا چاہیے۔ آیت مذکورہ یہ ہے:

ولا تطع کل حلاف مهین نا اساطیر والاولین

آپ کا جواب آنے کے بعد انشاء اللہ تعالی بہت جلد آپ کا مطلوبہ مضمون لکھ بھیجوں گا۔

والسلام

خاکسار

الطاف حسین حالی

اگر چاروں ترجمے موجود نہیں تو جو ترجمہ موجود ہے اس میں سے نقل کر کے بھیج دیں۔

دوسرا خط محمد علی مہمان کے نام ہے جو انڈین سول سروسز میں تھے اور بطور ڈپٹی کمشنر ریٹائرڈ ہوئے۔ انھیں مہاراجہ چامراج کی سرکار سے جواہرات کی مالا اور خلعت کے ساتھ جوہر مجلس جیسے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ مہاراجہ نے جب پورے ہندوستان کے سفر کا ارادہ کیا تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ یہ خط "ریاست میسور میں اردو" سے لیا گیا ہے۔(۶) ۱۸۸۷ء میں وہ علی گڑھ تشریف لائے اور سرسید کے مہمان بنے۔ علی گڑھ میں ہی ان کی ملاقات مولوی ذکا اللہ اور مولانا حالی سے ہوئی تھی۔

زیر نظر خط خواجہ الطاف حسین حالی نے ان کو لکھا۔ اس کو جناب محمد صالح صاحب وکیل بی اے۔ ایل ایل بی نے محفوظ کر لیا تھا۔ جو نذر قارئین ہے۔

اس خط میں انھوں نے علی گڑھ میں ان کی آمد کا ذکر کیا ہے اور اظہار تشکر کیا ہے اور اس بات پر تاسف کا اظہار بھی کیا ہے کہ وہ ان کی آمد پر ان کے حسب حال خاطر مدارات نہیں کر سکے کیونکہ جب وہ علی گڑھ میں تشریف لائے تو بارش ہو رہی تھی اور کیچڑ تھا اس سے جو زحمت اس وجہ سے ان کو اٹھانا پڑی تھی اس پر بھی اظہار افسوس کیا ہے۔

اس کے علاوہ اس خط میں اپنی صحت کے متعلق اور بیماری کے متعلق بھی ذکر کیا ہے اور موسم کی شدت کا بھی مذکور ہے۔ اس میں یہ بھی لکھتے ہیں کیونکہ وہ بیمار تھے اس لیے بیماری کے سبب کوئی نئی چیز نہیں لکھی جو نہی کوئی نئی چیز لکھتے ہیں وہ خدمت میں پیش کریں گے۔

خط ملاحظہ ہو:

جناب سید صاحب مخدوم و مطاع و مکرم و محترم دام مجدکم

کلمات شفقت آیات بزرگانہ جو اس میں مندرجہ ہیں ان کا شکریہ تہ دل

سے ادا کرتا ہوں نہایت افسوس اور شرمندگی ہے کہ آپ یہاں ایسے وقت تشریف لائے جبکہ بارش ہو رہی تھی اور میں اس سے پہلے بہت بیمار رہ چکا تھا۔ کہیں آنے جانے کا موقع بالکل نہ تھا، اسی وجہ سے آپ کی خدمت میں جہاں مہارانیہ صاحب فروکش تھے حاضر نہ ہو سکا اور کسی قسم کی مدارات اور خدمت گذاری نہ کر سکا، آپ کے ساتھ سوار ہو کر ایک دو جگہ جانا کوئی ایسی بات نہیں ہے، جس کی نسبت آپ ممنونیت کا اظہار فرماتے ہیں، بلکہ ہم لوگوں کو حد سے زیادہ ممنون ہونا چاہئے کہ آپ نے باوجود محض ناواقفیت کے حالت سفر میں بارش اور کیچڑ وغیرہ کی دقتیں برداشت فرما کر ہم جیسے ناچیز اور بے مقدار لوگوں کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا، افسوس ہے کہ آپ نے دلی کو اس وقت دیکھا جبکہ یہاں کوئی شخص ملنے کے قابل نہ رہا۔ علم و فضل اور ہنر و کمال کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ ورنہ بیس بائیس برس پہلے تک بھی یہاں کچھ لوگ ایسے موجود تھے جن کا نظیر تمام ہندوستان نہ تھا، اب یہاں مقبروں اور مزاروں کے سوا اور کوئی شے دیکھنے کے قابل نہ رہی۔

نیازمند کا حال یہ ہے کہ سولہ سترہ سال سے کھانسی اور نزلہ کے مرض میں مبتلا ہے، ہمیشہ موسم سرما میں کھانسی وغیرہ کی شدت رہتی تھی اور اب کے سال بھی موسم مذکور میں بہت شدت ہوئی تھی مگر اس سال یہ نئی بات ہوئی کہ گرمی کے شروع ہوتے ہی پھر نزلے کی شدت ہوئی چنانچہ اب تک اسی میں مبتلا ہوں، دو مسہل لے چکا ہوں اور تیسرا مسہل کل ہونے والا ہے اس کے بعد ایک مہینے کے لئے پانی پت جاؤں گا بلکہ شعبان اور رمضان سارا وہیں گذرے گا، آپ اگر کبھی اس عرصے میں عنایت نامہ ارسال فرمائیں تو بمقام پانی پت ضلع کرنال محلہ انصاریاں میں خاکسار کے نام ارسال فرمائیں اور رجب کے آخر تک امید ہے کہ دہلی ہی میں رہنا ہوگا، امراض کی شکایت کے سبب کوئی نئی چیز لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اگر کبھی کوئی نئی شے خاکسار کی ناچیز تالیفات میں سے چھپے گی تو ضرور بالضرور بلا طلب خدمت عالی میں ارسال ہوگی، زیادہ حد نیاز۔

خاکسار الطاف حسین حالی عفی عنہ از دہلی کوچہ پنڈت

۳۱، مارچ سنہ ۱۸۸۸ء

حواشی وحوالہ جات

(۱) عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، افکارِ حالی، انجمن ترقی اردو پاکستان، بابائے اردو روڈ، کراچی، ص ۱۹

(۲) مکتوباتِ سرسید، جلد اول، مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی، شیخ، مجلس ترقی ادب لاہور، ص ۴۸

(۳) مکاتیبِ حالی، مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی، شیخ، اردو مرکز گنپت روڈ لاہور، اردو اکیڈمی سندھ کراچی، ۱۹۵۰ء، ص ۹

(۴) کلیاتِ نثرِ حالی، جلد دوم مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی، شیخ، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۳۴۰

(۵) کلیاتِ نثرِ حالی، جلد دوم مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی، شیخ، ص ۳۴۲

(۶) ریاستِ میسور میں اردو، جلد اول، مرتبین ڈاکٹر آمنہ خاتون، محمد خان، برق پریس بنگلور، ستمبر ۱۹۶۰ء، ص ۴۸۸، ۴۸۹